# پاکستان آزادی صحافت رپورٹ

جاری کردہ پاکستان پریس فاؤنڈیشن

بموقع

عالمی یوم آزادی صحافت **2016**ء

PPF
-Strengthening the Media

Pakistan Press Foundation

# پاکستان آزادی صحافت رپورٹ

## جاری کردہ پاکستان پریس فاؤنڈیشن

## بموقع

## عالمی یوم آزادی صحافت 2016ء

پاکستان نے ان پریشان کن رحجانات اور طریقوں کا مشاہدہ کیا ہے جو ملک میں آزادی اظہار رائے اور میڈیا کے تحفظ پر سنجیدہ اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ اس میں پاکستان الیکٹرانکمیڈیاریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) کی طرف سے ادارتی ہدایت کا جارحانہ نظام؛ اہم سیاسی جماعت کے رہنما کی تقاریر اور انٹرویوز پر پابندی کا قانونی قدم؛ معروف ٹیلی وژن پروگرام میزبان حامد میر پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں کی نشاندہی اور انہیں ذمہ دار ٹھیرانے کی سونپی گئی ذمہ داری کو پورا کرنے میں عدالتی کمیشن کی ناکامی؛ قومی اسمبلی کی جانب سے سائبر کرائم بل کی منظوری جو آزادی اظہار رائے کو تباہ کر سکتا ہے؛ اور "مالک" فلم پر پابندی شامل ہیں۔

پاکستان میں آزادی اظہار رائے اور میڈیا کی حفاظت کے حوالے سے چند مثبت پیشرفتیں بھی ہوئیں۔ ان میں تین سال بعد یوٹیوب پر ختم ہونے والی پابندی، "ایڈیٹرزفار سیفٹی (ایایفایس) کا قیام، ضلع لاڑکانہ میں صحافی شان ڈاہر کے قتل کی ازسرنو تحقیق کا سندھ پولیس کا فیصلہ اور خیبر پختونخوا کے صحافی ایوب خٹک کے قاتل کو مجرم ٹھیرانا شامل ہیں۔

**<u>ٹیلی وژن چینلوں کی ادارتی آزادی کے خلاف پیمرا کا جارحانہ رویہ</u>**

ٹیلی وژن چینلوں کو مسخر کرنے کا عمل جو 2014ء میں جیو ٹیلی وژن کے ٹاک شو کے میزبان حامد میر پر قاتلانہ حملے کے بعد شروع ہوا اب بھی پوری طاقت سے جاری ہے، جس میں پیمرا ایسی ہدایات جاری کر رہا ہے جو پاکستان کے ٹیلی وژن خبری ینلوں کی ادارتی آزادی سے متصادم ہیں۔

29 فروری 2016ء کو پیمرا نے اپنے چیغرمین کو اس ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی پر کسی بھی چینل کو فوری طور پر بند کرنے کا اختیار دیا جس پر تمام ٹیلی وژن چینلوں نے نشریاتی لائسنس حاصل کرتے ہوئے دستخط کیے تھے۔

پیمرا نے سیاسی و مذہبی جماعتوں کے مظاہروں کی مبینہ طور پر بے جا کوریج کا بھی نوٹس لیا، جو اس کے مطابق معاشرے میں اضطراب پھیلانے کی کوششیں تھیں۔ پیمرا نے ٹیلی وژن چینلوں کو تجزیوں اور خبری پٹیوں کے ذریعے فرقہ واریت اور عدم برداشت پھیلانے کا بھی الزام لگایا۔ پیمرا نے خبردار کیا کہ ایسی سرگرمیاں دہشت گردی سے نمٹنے خاص طور پر جاری وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات (فاٹا) میں عسکریت پسندی اور دہشت گردی کے خلاف جاری ضرب عضب عسکری آپریشن کے لیے قومی ایکشن پلان (این اے پی) کے خلاف تھیں۔

پیمرا نے ٹیلی وژن چینلوں کو اس پر بھی خبردار کیا کہ وہ مختلف اداروں اور شخصیات کے خلاف نامناسب زبان کے استعمال اور منتخب نمائندوں اور سیاست دانوں کے خلاف بے بنیاد الزامات کا بھی نوٹس لے گا۔

**<u>پیمرا نے ٹیلی وژن چینلوں کو سعودی عرب اور دیگر ممالک کو تنقید کا نشانہ نہ بنانے کی ہدایت کی</u>**

مئی 2015ء میں پیمرا نے ٹی وی نیوز چینلوں کو ایسے پروگرام نشر نہ کرنے کی ہدایت کی جو دوست ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ یہ ہدایت یمن میں ہونے والی بغاوت کے خلاف سعودی عرب کی زیر قیادت اتحاد کا حصہ بننے کے لیے زمینی افواج بھیجنے سے پاکستان کے انکار کے بعد ذرائع ابلاغ میں ہونے والی گفتگو کو خاموش کرنے کے لیے دی گئی تھی۔ پیمرا نے انتہائی اہم خارجہ پالیسی فیصلے پر کھلے عام مذاکرے کو عوام میں دوست ممالک کے حوالے سے منفی تاثر پیدا کرنے کی کوشش سمجھا۔

پیمرا نے 24 ستمبر 2015ء کو دوران حج منیٰ میں پیش آنے والے واقعے کے بعد، کہ جس میں کئی پاکستانی بھی شہید ہوئے، سعودی عرب کے انتظامات پر تنقید کرنے والے ٹیلی وژن اسٹیشنوں کو ایک مرتبہ پھر سخت کارروائی سے متنبہ کیا۔ یکم اکتوبر 2015ء کو پیمرا نے نوٹسدیا کہ ٹیلی وژن چینل منیٰ حادثے پر پروگرام نشر کررہے تھے اور بدانتظامی

پر بالواسطہ سعودی عرب کو ذمہ دار ٹھیرا رہے ہیں۔ اس میں پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 19 کا حوالہ دیا گیا کہ جو ایسے تبصروں کو محدود کرتا ہے کہ جو دوست ممالک کے ساتھ تعلقات کو متاثر کریں۔

6 جنوری 2016ء کو پیمرا نے ٹیلی وژن چینلوں کو مشورہ دیا کہ وہ سعودی عرب میں اہم شیعہ عالم دین شیخ نمرالنمر کی سزائے موت کے معاملے پر گفتگو کرتے ہوئے محتاط رہے، جس کا نتیجہ سعودی عرب اور ایران کے درمیان سخت تناؤ کی صورت میں نکلا تھا۔

**پیمرا نے پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کو قتل کرنے پر مجرم قرار دے کر پھانسی چڑھائے جانے والے ممتاز قادری کے جنازے کی کوریج کو محدود کیا**

29 فروری 2016ء کو ٹیلی وژن چینلوں نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو قتل کرنے والے ممتاز قادری کی سزائے موت کے خلاف پاکستان بھرکے اہم شہروں میں ہونے والے مظاہروں اور دھرنوں کی نشریات کو محدود کیا۔ ممتاز قادری نے 2011ء میں گولیاں مار کر سلمان تاثیر کو قتل کردیا تھا کیونکہ ان پر پاکستان کے توہین رسالت کے قانون کی خلاف ورزی اور اس پر تنقید کا الزام تھا۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ ٹیلی وژن چینلوں کو پاکستان الیکٹرانکمیڈیاریگولیٹری اتھارٹی (پیجمرا) کی جانب سے ان مظاہروں کو نمایاں نہ کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اسی روز اس سلسلے میں پیمرا کی جانب سے جاری ہونے والی ہدایت میں چینلوں سے کہا گیا تھا کہ وہ ضابطہ اخلاق کی پیروی کریں اور ایسے پروگراموں کی نشریات سے اجتناب کریں جو فرقہ وارانہ کو پھیلائیں اور غیر ضروری سنسنی خیز اور افراتفری کو جنم دیں۔

پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (پی ایفیو جے) نے ممتاز قادری کے جنازے کو کور کرنے پر لگائی گئی پابندیوں کو آئئی کے آرٹیکل 19 کی خلاف ورزی قرار دیا اور کہا کہ پیمرا نے ملک میں آزاد خبری میڈیا کی ساکھ کو نقصان پہنچایا ہے۔ پی ایفیو جے، راولپنڈی-اسلام آباد یونین آف جرنلسٹس (آر آئی یو جے) اور نیشنل پریس کلب (این پی سی) کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پی ایفیو جے کے صدر افضل بٹ نے کہا کہ اگر پیمرامیڈیا کو ممتاز قادری کے جنازے کی کوریج کی اجازت دیتا تو پیشہ ور صحافی اسے افراتفری پھیلائے بغیر ذمہ دارانہ طور پر کرتے یا میڈیا کی ساکھ کو بھی نقصان نہ پہنچتا۔ انہوں نے کہا کہ "ہمارا میڈیااپنی ذمہ داریوں کو سمجھتا ہے، اور حکومت کو ایسے معاملات پیشہ ور صحافیوں کے ہاتھ چھوڑ دینے چاہئیں جو بہتر جانتے ہیں کہ کیا عوام کے سامنے آنا چاہیے اور کیا نہیں۔"

میڈیاکوریج کو محدود کرنے کے لیے پیمرا کے نامعقول اور غیر موثر اقدامات ابلاغی اداروں اور ان سے وابستہ افراد کی حفاظت اور سیکورٹی کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

**الطاف حسین، قائد متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) کی میڈیاکوریج پر عائد پابندی**

7 ستمبر 2015ء کو لاہور کی عدالت عالیہ (ایل ایچ سی) نے متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) کے قائد الطاف حسین کی تصاویر اور تقاریر کی نشریات یا اشاعت پر پابندی عائد کردی۔ ایم کیو ایم قومی اسمبلی میں ملک کی چوتھی اور صوبہ سندھ کی اسمبلی میں دوسری سب سے بڑی جماعت ہے۔

عدالت نے پیمرا اور پریس کونسل آف پاکستان کو ہدایت کی کہ وہ ذرائع ابلاغ کی کوریج میں اس پابندی کا نفاذ کریں۔ اس کے بعد سے الطاف حسین کی تقاریر، تبصرے، انٹرویوز اور بیانات پاکستانی میڈیا میں پیش نہیں کیے جا رہے۔

**حامد میر کمیشن کی رپورٹ سے میڈیا کے خلاف جرائم کے لیے استثنا سے نمٹنے کی کوششوں کو دھچکا**

ذرائع ابلاغ کے خلاف جرائم کے لیے استثنا کے خلاف نمٹنے کے لیے کوششوں کو ایک اور دھچکا "حامد میر پر فائرنگ کے واقعے کی تحقیقات کے لیے کمیشن" کی رپورٹ تھا، جو 8 اپریل 2016ء کو منظرعام پر آئی۔

رپورٹ ظاہر کرتی ہے کہ کمیشن اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں بری طرح ناکام ہوا ہے، جس میں 'جیو نیوز' ٹیلی وژن چینل کے مقبول میزبان اور ٹاک شو ہوسٹجناب حامد میر پر قاتلانہ حملے کے حقائق جاننا، مجرموں کی نشاندہی کرنا اور ذمہ داران کا تعین کرنا اور مستقبل میں ایسے حملوں سے بچنے کے لیے سفارشات مرتب کرنا تھا۔

عدالتی کمیشن 19 اپریل 2014ء کو کراچی میں حامد میر پر ہونے والے قاتلانہ حملے کے بعد ملکی و بین الاقوامی سطح پر ہونے والی غم و غصے کے ردعمل میں حکومت کی جانب سے تشکیل دیا گیا تھا، اس حملے میں حامد میر کو گولیوں کے چھ زخم آئے تھے اور وہ موت سے بال بال بچے تھے۔

کمیشن، جو سپریم کورٹ کے تین ججوں پر مشتمل تھا، نے ان الزامات کی تردید کی کہ انٹر-سروسزانٹیلی جینس (آئی ایس آئی) حامد میر پر ہونے والے حملے میں ملوث تھا لیکن اس حملے کے ذمہ داران کے تعین میں بھی ناکام رہا۔

گو کہ رپورٹ اس معاملے میں "بخوبی تحقیق کی ذمہ داری پوری کرنے میں قانون نافذکرنے والے اداروں کی مکمل ناکامی" پر تنقید کرتی ہے لیکن کمیشن خود بھی اس جرم کے مرتک افراد کو شناخت نہ کرسکا۔

باضابطہ اجرا کے بجائے اس رپورٹ کا لیکھوکرمنظرعام پر آنے سے میڈیا سے وابستہ افراد کی حفاظت سے حوالے سے رپورٹ پر سیرحاصل گفتگو کرنا مشکل ہے۔ حکومت کو تصدیق کرنی چاہیے کہ لیک ہونے والی رپورٹ اصلی ہے، اور تمام منسلک اور ذیلی پہلو جاری کرنے چاہئیں، بشمول حامد میر اور دیگر گواہان کے بیانات کے۔

کمیشن نے مستقبل میں ایسے حملوں سے بچنے کے لیے سفارشات پیش نہیں کیں، لیکن 2011ء میں صحافی سلیم شہزاد کے قتل کی تحقیقات کے لیے بنائے گئے کمیشن اور پاکستان کوالیشن آن میڈیا سیفٹی (پی سی او ایم ایس) کے ورکنگ گروپ کی سفارشات سے اتفاق کیا جس نے میڈیا کے خلاف جرائم کے لیے خصوصی پراسیکیوٹر کے تقرر کا مطالبہ کیا تھا۔

**<u>قومی اسمبلی میں سائبر کرائم بل کی منظوری</u>**

سائبر دنیا میں سرگرم عمل افراد نے خبردار کیا کہ 13 اپریل 2016ء کو قومی اسمبلی میں منظور ہونے والی پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز بل پاکستان کی سائبر دنیا میں آزادی اظہار رائے کو محدود کرنے کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔

ناقدین کا سمجھنا ہے کہ بل، جو آن لائن ہراسگی اور دہشت گردی سمیت مختلف سائبر جرائم کا احاطہ کرتا ہے، بہت مبہم ہے اور حکومت کو نگرانی، سینسر اور سزاؤں کے وسیع اختیارات دیتا ہے۔ ایک مثال یہ ہے کہ "منفی مقاصد کے لیے ویبسائٹ بنانے کے لیے " تجویز کردہ سزا تین سال تک کی قید اور جرمانہ ہے۔

قومی اسمبلی کے کل 342 اراکین میں سے صرف 30 ایسے تھے جو بل کی منظوری کے وقت موجود تھے، جو سائبر قانون سازی کے معاملے پر اراکین کی عدم دلچسپی کو ظاہر کرتا ہے۔ بل اب سینیٹ میں جائے گا جہاں چند سینیٹرز نے عہد کیا ہے کہ وہ بل کی خامیوں کو دیکھیں گے۔

**<u>ہفتے بھر میں ایک فیچر فلم اور دو دستاویزی فلموں پر پابندی</u>**

سیاسی صداقت کی ایک اوٹ پٹانگ کوشش میں وفاقی حکومت نے 27 اپریل 2016ء کو فلم *مالک* پر پابندی لگائی جو 8 اپریل سے ملک بھر کے سینماؤں میں چلائی جا رہی تھی۔ سینٹرل بورڈ آف فلم سرٹیفکیشن (سی بی ایف سی) نے فلم کو "غیر تصدیق شدہ" قرار دیا اور ملک بھر میں اس کی نمائش کو روک دیا۔

جس پر قانوناً کوئی پابندی نہیں اور جو تشدد پر نہیں اکساتا اس مواد پر پابندی کا کوئی جواز نہیں۔ یہ امر کہ فلم کی کہانی کہ جس میں ایک گارڈ بدعنوان جاگیردار وزیر اعلیٰ کو گولی مار دیتا ہے – ہو سکتا ہے چند کچے اذہان کو متاثر کرے اور چند لوگ اسے ناگوار سمجھیں، لیکن یہ فلمپر ہی پابندی لگانے کے لیے ہرگز کافی نہیں۔

21 اپریل کو سی بی ایف سی نے فلم 'Besieged in Quetta' پر پابندی لگائی اور کہا کہ یہ 'عوامی نمائش کے لیے ناموزوں' تھی۔ سینسر بورڈ نے کہا کہ آصف محمد علی کی پروڈکشن اور ہدایات میں بننے والی اس فلم نے 'نسل پسندی اور فرقہ واریت' کو فروغ دیا اور 'پاکستان کا منفی تاثر' پیش کیا۔

PPF
-Strengthening the Media

25 اپریل کو سی بی ایف سی نے دستاویزی فلم 'Among the Believers' پر پابندی لگائی جسے ہیملتریودی نے پیش کیا تھا اور ہدایات محمد نقوی کی تھیں۔ سینسر بورڈ کی جانب سے اس معاملے میں بھی وہی وجہ پیش کی گئی جس میں دعویٰ کیا گیا کہ فلم نے 'شدت پسندی اور دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ کے تناظر میں پاکستان کا منفی تاثر' پیش کیا۔

دونوں دستاویزیفلمیں جو 29 و 30 اپریل کو اسلام آباد میں ہونے والے دی فیس فلم فیسٹیول میں پیش کی جانی تھیں، پہلے ہی بین الاقوامی سطح پر دیکھی جا چکی ہیں، جن میں ٹریبیکا فلم فیسٹیول بھی شامل ہے۔

سی بی ایف سی کی 'قابل قبول' مواد کے حوالے سے سخت گیر پالیسی پاکستان کی فلمی صنعت کی سست روی سے ہونے والی بحالی پر منفی اثرات بھی ڈال سکتی ہے۔

## میڈیا کے خلاف تشدد جاری

دریں اثنا میڈیا کے خلاف تشدد جاری ہے۔ جیسا کہ پی پیایف کی *پاکستان میڈیا سیفٹی رپورٹ 2015ء*میں تفصیلات پیش کی گئیں، 2015ء میں میڈیا کے دو اراکین کو قتل کیا گیا، چھ دیگر زخمی ہوئے اور کئی کے ساتھ برا سلوک کیا گیا۔ 2016ء کے ابتدائی چار ماہ میں تین مختلف واقعات میں بارہ میڈیا سے وابستہ افراد زخمی ہوئے۔

سات صحافی 2 فروری 2016ء کو پولیس کے لاٹھی چارج میں زخمی ہوئے جو سرکاری ادارے پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز (پی آئی اے) کی مجوزہ نجکاریکے خلاف مظاہروں کی کوریج کر رہے تھے۔ شفیع دلشاد، 'ڈان نیوز' ٹیلی وژن چینل کے کیمرہ مینکے ہاتھ اور رضوان تبسم، فوٹوگرافر ایجنسی فرانس پریس (اے ایف پی) نیوزایجنسی کے پیر میں فریکچر ہوا۔ دیگر زخمیوں میں محمد حنیف عمر، کیمرہ مین 'اے آر وائی نیوز' ٹیلی وژن چینل؛ نوید کمال، رپورٹر 'دنیا نیوز' ٹیلی وژن چینل؛ رفیق حسن، کیمرہ مین 'ایکسپریس نیوز' ٹیلی وژن چینل؛ امجد اقبال، کیمرہ مین 'وقت نیوز' ٹیلی وژن چینل اور ثمر عباس؛ رپورٹر 'چینل 92' ٹیلی وژن چینل شامل تھے۔

4 مارچ 2016ء کو مذہبی جماعتوں کے کارکنوں نے ممتاز قادری کی سزائے موت کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے ٹیلی وژنچینلوں، پریس کلبوں اور ذرائع ابلاغ کے نمائندوں پر ان مظاہروں اور ممتاز قادری کے جنازے کو کور نہ کرنے پر حملے کیے۔ 'آج نیوز' ٹیلی وژن چینل کے کراچی اور لاہور دفاتر پر حملے کیے گئے اور 'آج نیوز' اور 'ایکسپریس نیوز' ٹیلی وژن چینل کی خبری گاڑیوں کو مظاہرین کے پتھراؤ سے نقصان پہنچا۔

اسی روز مذہبی جماعتوں کے کارکنوں نے حیدرآباد پریس کلب پر بھی حملہ کیا اور قاسم خان، کیمرہ مین '92 نیوز'؛ نیاز وگھیو، رپورٹر روزنامہ مہران؛ فہیم ببر، رپورٹر 'سندھ ٹی وی'؛ اور فرحان خان فوٹوگرافر ایسوسیایٹڈ پریس آف پاکستان نیوز ایجنسی کو زخمی کیا۔ انہوں نے پریس کلب کے کمپیوٹروں، آلات اور فرنیچر کو آگ بھی لگائی۔

27 مارچ 2016ء کو مذہبی جماعت جمعیت علمائے اسلام – نورانی کے طلبا ونگ انجمن طلبائے اسلام (اے ٹی آئی) نے کراچی پریس کلب (کے پی سی) کے باہر ممتاز قادری کی سزائے موت کے خلاف مظاہرہ کیا اور پریس کلب پر حملہ کیا۔ انہوں نے دو پٹرول بم پھینکے اور پتھراؤ کیا۔ انہوں نے ممتاز قادری کے جنازے کی کوریج نہ کرنے پر ذرائع ابلاغ کے حوالے سے نازیبا زبان بھی استعمال کی۔

'اے آر وائی نیوز' ٹیلی وژن چینل کے اسلام آباد 13 جنوری 2016ء کو داعش کی جانب سے حملے کا نشانہ بنایا گیا تھا، جب دو نقاب پوشوں نے عمارت میں دھماکا خیز مواد (آئی ایڈی) پھینکا، جس سے نان-لینیئرایڈیٹر عمر حیات زخمی ہوئے۔ انہوں نے داعش– افغانستان گروپ سے تعلق کا دعویٰ کرنے والے پمفلٹس بھی پھینکے۔

## مثبت پیشرفتیں

پاکستان میں آزادی اظہار رائے اور میڈیا کی حفاظت کے حوالے سے چند مثبت پیشرفتیں بھی ہوئی ہیں۔ ان میں تین سال بعد یوٹیوب پر سے پابندی کا خاتمہ، "ایڈیٹرزفار سیفٹی (ایایفایس)" کا قیام، ضلع لاڑکانہ میں صحافی شان ڈاہر کے قتل کی ازسرنو تحقیق کا سندھ پولیس کا فیصلہ اور خیبر پختونخوا کے صحافی ایوب خٹک کے قاتل کو مجرم ٹھیرانا شامل ہیں۔

## تین سال بعد یوٹیوب پر پابندی کا خاتمہ

حکومت پاکستان نے 17 جنوری 2016ء کو تین سے زیادہ سالوں کے بعد یوٹیوب پر پابندی اٹھا لی اور انٹرنیٹ سروس فراہم کرنے والے اداروں کو وڈیوشیئرنگویبسائٹکو ان-بلاک کرنے کا حکم دیا۔

ویبسائٹپر پابندی 17 ستمبر 2012ء کو اسلام مخالف فلم "انوسینس آف مسلمز" اپلوڈ کیے جانے کے بعد پی ٹی اے کی جانب سے لگائی گئی تھی۔ اس فلم کے خلاف ملک بھر میں پرتشدد مظاہرے ہوئے تھے۔

اس پابندی کا خاتمہ گوگل کی جانب سے پاکستان میں یوٹیوب کا مقامی ورژن جاری کرنے کے بعد ممکن ہوا، جس میں کوئی بھی متنازع مواد شامل نہیں۔ یوٹیوب پر پابندی کے حوالے سے سپریم کورٹ میں ایک پٹیشن کے جواب میں پی ٹی اے نے کہا کہ گوگل اور پی ٹی اے دونوں نے تصدیق کی ہے کہ ویبسائٹ کا یہ ورژنکسی بھی قسم کے خلاف قانون مواد کی کوئی نقل نہیں رکھتا۔

اگر مستقبل میں ویبسائٹ پر ایسی کوئی بھی نقل آتی ہے تو گوگل نے "ایک آن لائن ویب پروسس فراہم کیا ہے جس کے ذریعے پی ٹی اے خلاف قانون مواد تک رسائی کو روکنے کے لیے براہ راست گوگل سے رابطہ کر سکتا ہے اور گوگل/یوٹیوباس مواد کی پاکستان کے اندر صارفین تک رسائی محدود کر دے گا۔" پی ٹی اے نے کہا۔

## ایڈیٹرزفار سیفٹی کا قیام

دسمبر 2015ء میں جاری کردہ ایڈیٹرزفار سیفٹی (ایایفایس) منصوبہ پاکستان میں ذرائع ابلاغ سے وابستہ افراد کے خلاف تشدد کی خبروں میں کوریج کو بہتر بنا چکا ہے۔ ملک کے معروف مدیران، نیوز ڈائریکٹرز، ناشرین اور میڈیا مالکان پر مشتمل ایایفایس کا فلسفہ ہے کہ میڈیا سے وابستہ کسی ایک فرد یا ادارے پر حملہ پورے پاکستانی میڈیا پر حملہ تصور کیا جانا چاہیے۔

اس لیے معروف اخبارات اور ٹیلی وژن چینلوں کے مدیران اور نیوز ڈائریکٹرزاس نتیجے تک پہنچے کہ ادارتی انداز مختلف ہونے اور اس حقیقت کو جانتے ہوئے کہ ایک مشکل مارکیٹ میں مسابقت انہیں کئی معاملات میں مختلف رائے پر مجبور کرتی ہے، لیکن اپنے خلاف بڑھتے ہوئے خطرات کا جواب دینے کے یکساں ہدف پر وہ یکجا ہو سکتے ہیں۔

گزشتہ روایات کے برعکس ٹیلی وژن چینل اور اخبارات ادارے سے بالاتر ہوکر اب دیگر اداروں اور صحافیوں پر حملوں کومعمول کے مطابق نمایاں کریں گے۔

ایک بڑی کامیابی صحافیوں پر حملے یا انہیں دھمکائے جانے کی صورت میں مدیران اور ڈائریکٹرز کا فوری رابطہ رہا۔ اس کی ایک اہم مثال تب دیکھنے کو ملی جب ایک مدیر نے گروپ میں پیغام بھیجا کہ مسلح افراد کوئٹہ میں صحافی افضل مغل کے گھر میں گھسے اور انہیں اپنی اہلیہ اور بچوں کے سامنے زدوکوبکرکے اغوا کرلیا۔ میڈیا نے منٹوں کے اندر بریکنگ نیوز، ٹکرز اور اپڈیٹس کے ذریعے جواب دیا اور چند گھنٹوں میں افضل مغل رہا ہوکر اپنے اہل خانہ کے ساتھ تھے۔

ایک کمزور پہلو صحافیوں کے خلاف تشدد کے معاملات کی فالو-اپ کوریج کا ہے۔ میڈیا میں ابتدائی توجہ کے بعد، جو عام طور پر ہفتہ بھر جاری رہتی ہے، عموماً ان معاملات کو بھلا دیا جاتا ہے، اور تحقیقات یا عدالت میں پیروی کو کوئی کوریج نہیں دی جاتی۔ یوں حکام پر مرتکب افراد کو انصاف کے کٹھرے تک لانے کے لیے کم دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایایفایس کے اہداف میں سے ایک یہ یقینی بنانا ہے کہ مسلسل کوریجحکام پر دباؤ کو برقرار رکھ سکتی ہے تاکہ وہ بڑھتے ہوئے استثنا سے نمٹ سکیں۔

## صحافی کے قتل کے معاملے کی دوبارہ تحقیقات

صوبہ سندھ کی پولیس نے لاڑکانہ میں اب تک ٹیلی وژن چینل کے بیورو چیف شان ڈاہر کے قتل کی از سر نو تحقیقات کا فیصلہ کیا۔ شان یکم جنوری 2014ء کو لاڑکانہ کے قصبے باڈھ میں قتل ہوئے تھے۔

ریاض خشک، جو شان ڈاہر کے برادر نسبتی تھے، نے یکم جنوری 2014ء کو ان کے قتل کی ایف آئی آر درج کروائی۔ البتہ پولیس تحقیقات نے اس ایف آئی آر کی پروا نہیں کی اور نتیجہ نکالا کہ شان سال نو کے جشن کے دوران ہوائی فائرنگ میں حادثاتی طور پر مارے گئے۔ مقتول صحافی کی بہن فوزیہ ڈاہر اور دیگر اہل خانہ نے پولیس کی تحقیقاتی رپورٹ کو مسترد کیا اور ایک مرتبہ پھر اپنے موقف کا اعادہ کیا کہ شان کو ان کی رپورٹنگ کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ شان ڈاہر 2014ء میں پی پیایف پریس فریڈم ایوارڈ کے حاصل کرنے والے بھی تھے۔

14 جنوری 2016ء کو وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ شان ڈاہر کے قتل کی تحقیقات جاری ہیں اور مجرموں کو انصاف کے کٹھرے میں لایا جائے گا۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس عبد اللہ شاخ نے لاڑکانہ میں معاملے کی ازسرنو تحقیقات کا حکم دیا اور سپرنٹینڈنٹ آف پولیس (ایس پی) ہیڈ کوارٹر توقیر نعیم کو معاملے کی دوبارہ تحقیقات کی ذمہ داری دی۔

## صحافی کا قاتل مجرم قرار

16 مارچ 2016ء کو خیبر پختونخوا کے ضلع کرک کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشنز جج نے صحافی ایوب خٹک کے قاتل کو مجرم قرار دیتے ہوئے اسے عمر قید کی سزا اور 50 لاکھ روپے (50 ہزار ڈالرز) کے ہرجانے کی سزا سنائی۔ یہ کسی بھی صحافی کے قتل میں پاکستان میں دی جانے والی چوتھی سزا ہے۔

کرک ٹائمز کے صحافی ایوب خٹکضلع کی ڈرگ مافیا کے خلاف ایک خبر چھاپنے کی پاداش میں 11 اکتوبر 2013ء کے اپنے گھر کے باہر گولی مار کر قتل کردیےگئے تھے۔ مقتول صحافی کے بھائی مختیار خان نے الزام لگای تھا کہ امین اللہ اور خوب نیاز نے ایوب کو گولی ماری کیونکہ وہ منشیات کے دھندے میں ملوث تھے اور ایوب کی خبر سے ناخوش تھے۔ انہوں نے پہلے صحافی کو قتل کی دھمکیاں بھی دی تھیں۔ امین اللہ کو مجرم قرار دیا گیا جبکہ نیاز کو شہادتوں کی کمی کی وجہ سے بری کردیا گیا۔

دیگر تین سزائیں پانے والوں میں 2002ء میں اغوا کے بعد قتل کیے گئےوال اسٹریٹ جرنل کے امریکی صحافی ڈینئل پرل کے قاتل، 2011ء میں 'جیو نیوز' ٹیلی وژن کے قتل کیے گئے صحافی ولی خان بابر اور 2008ء میں 'رائل ٹی وی' کے قتل کیے گئے رپورٹر عبد الرزاقجوہرہکے قاتل شامل ہیں۔

Pakistan Press Foundation

Address: Press Centre Shahrah Kamal Ataturk, Karachi 74200, Pakistan.

Phones: 92-21- 32633215,32627882

Fax: 92-21- 32631275 – 32631125

Website: http://pakistanpressfoundation.org